بسم اللہ الرحمن الرحیم

ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری

خطبہ حجۃ الوداع کی عالمگیر اہمیت

موجودہ عالمی تناظر میں

تعارف:

ہجرت کے نویں سال حج فرض ہوا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حجاج کرام کی رہنمائی کے لئے امیر حج بنا کر بھیجا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تین سو صحابہ کرام کے ساتھ مناسک حج کی ادائیگی کے لئے تشریف لے گئے، ہجرت کے دسویں سال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۲۶ ذی القعدہ کو تقریباً نوے ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مدینے سے ساتھ لے کر فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے روانہ ہوئے، ۴ر ذی الحجہ کو آپ ﷺ چاشت کے وقت حرم میں داخل ہوئے، طواف وسعی کے بعد ۴ روز تک مکہ سے باہر قیام فرمایا، صحابہ کرام بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ ۸ر ذی الحجہ کو صبح کے وقت آفتاب بلند ہونے کے بعد آپ صحابہ کرامؓ کے ساتھ منیٰ کی طرف روانہ ہو گئے پھر نویں ذی الحجہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک لاکھ پندرہ ہزار سے زائد مسلمانوں کو لے کر منیٰ سے عرفات کے لئے روانہ ہوئے۔ سورج ڈھلنے کے بعد پیغمبر اسلام حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر عرفہ کے بطن وادی میں آئے اور اپنی اونٹنی ہی پر سوار ہو کر مسلمانوں کو خطاب کیا۔ جب کہ ربیعہ ابن امیہ ابن خلف آپ کے خطاب کو جملہ بہ جملہ لوگوں تک پہنچانے کے لئے دہرا رہے تھے۔ (۱)

نبی اکرم ﷺ نے بعثت کے بعد یہ پہلا اور آخری فریضہ حج ادا فرمایا اور عرفات میں آپ نے یہ خطبہ دیا، اسی وجہ سے آپ کے اس خطبے کو خطبۃ الوداع یا خطبہ حجۃ الوداع کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ (۲)

خطبہ حجۃ الوداع کی اہمیت وخصوصیت، اس کی ہمہ گیر افادیت اور آپ ﷺ نے جن موضوعات پر ہدایات فرمائی ہیں۔ اُن کی اہمیت کی بنا پر یہ ضروری سمجھا گیا کہ اس خطبہ کے ماحصل پر روشنی ڈالی جائے، اور آپ ﷺ کی تعلیمات کا آج کے حقوق انسانی کے چارٹرز کے ساتھ موازنہ کیا جائے۔ اگر چہ اس موازنے کے متعلق یہی کہا جاسکتا ہے کہ

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

عمومی انعکاس:

اسلام نے اس دنیا کو حقوقِ انسانی کا چارٹر اقوام متحدہ کے چارٹر لکھے جانے سے چودہ سو سال قبل عطا کر دیا تھا۔(۳) اسلام میں انسانی حقوق کے چارٹر کی اہمیت کا اطلاق مسلم امہ کی روزمرہ کی زندگی پر ہوتا ہے، اور مسلم امہ پر زور دیا گیا ہے کہ وہ زندگیوں میں اس چارٹر کو نہ صرف تسلیم کریں بلکہ اپنی زندگیوں پر منطبق بھی کریں، انسانی حقوق کا یہ چارٹر پیغمبر اسلام نے اصحاب کرام کو سکھایا، پڑھایا، اس کی تبلیغ کی اور اس کا عملی نمونہ پیش کر کے دکھایا۔

۱۷۹۶ء میں امریکہ کے پہلے صدر جارج واشنگٹن (GEORGE WASHINGTON) نے قوم سے الوداعی خطاب کیا اس خطاب میں انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ امریکہ کا غیر اتحادیوں کے ساتھ کوئی جھگڑا یا ان سے تعلقات میں کوئی الجھاؤ نہیں ہے۔ انہوں نے آزادانہ تجارت اور کاروبار پر بات کی اور یہ بتایا کہ امریکیوں کے لئے یہ بات بڑی قابل فخر ہے کہ وہ امریکہ کے شہری ہیں۔ ان کا یہ الوداعی خطاب مسٹر میڈیسن (MADISON) نے تحریر کیا، جس کی نوک پلک مسٹر ہملٹن (HAMILTON) نے درست کی۔ امریکہ کے پہلے صدر جارج واشنگٹن اپنے الوداعی خطاب کے بعد عملی زندگی سے ریٹائر ہو جاتے ہیں، اور اپنی باقی زندگی اپنی زرعی زمینوں پر گزارتے ہیں۔(۴) جب کہ چودہ سو سال پہلے انسانی حقوق عطا فرمانے والے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات کے آخری لمحات تک اپنی ذمہ داریاں نبھاتے ہیں۔

امریکہ کے ایک سابق صدر جیمز کارٹر (JAMES CARTER) حقوق انسانی کے تصور کے چیمپین سمجھے جاتے ہیں، درحقیقت مسٹر کارٹر ان روسی یہودیوں کے حقوق کے چیمپئن تھے جو سابقہ سوویت یونین کے نظام حکومت سے اختلاف رائے رکھتے تھے، ان کو دنیا کے دوسرے خطوں میں رہنے

والے انسانوں کے حقوق کی کوئی خاص پرواہ نہ تھی، حتی کہ ان کو امریکہ میں رہنے والے ان بے گھر، بے روزگار، بے سروسامان افراد کی بھی کوئی خاص فکر نہ تھی جو سردیوں کے خون جما دینے والے موسم میں بھی گھر نہ ہونے کی وجہ سے سڑکوں پر زندگی گزار دیتے تھے، ساٹھ کی دہائی میں امریکہ کے صدر لنڈن بی جانسن (LYNDON B. JOHNSON) نے شہری حقوق کے بل (Bill of Civil rights act) پر دستخط کیے۔ (۵) جب کہ ساؤتھ افریقہ کی سیاہ فام اکثریت ایک طویل عرصے اپنے شہری اور انسانی حقوق سے محروم رہی ہے، اور ان کو اپنے حقوق مانگنے پر ان انسانیت سوز مظالم کا شکار ہونا پڑا ہے جس کو دیکھ کر اور پڑھ کر آج بھی انسانیت کانپ اٹھتی ہے۔ ایک باخبر انسان اس حقیقت سے بخوبی واقف ہے کہ اس سیاہ فام اکثریت کو سفید فام اقلیت نے کس طرح نسلی امتیاز کا شکار بنا کر ہر طرح کے بنیادی حقوق سے محروم رکھا۔

امریکہ کے آنجہانی صدر رونالڈ ریگن (Ronald Reagon) کو بھی سابقہ سوویت یونین میں رہنے والے یہودیوں کی کچھ زیادہ ہی فکر تھی۔ ۱۱/اکتوبر ۱۹۸۶ء کو Reykjavik Iceland کے مقام پر میخائیل گورباچوف (Michael Gorbachev) کے ساتھ ہونے والی اپنی ملاقات میں دونوں رہنما منقسم یہودی خاندانوں کو اکٹھا کرنے کے معاہدے پر رضامند ہو گئے، جب کہ اس کے برخلاف مسٹر ریگن اس موقع پر دنیا بھر کے مختلف علاقوں میں منقسم خاندانوں کے ملاپ کو یکسر بھول گئے۔

سب سے زیادہ حیرت انگیز اور دوہرے معیار کا واقعہ امریکہ کے صدارتی امیدوار جیسی جیکسن (Gessie Jackson) کا ہے، موصوف نے بھی مسٹر گورباچوف کے ساتھ ۱۹۸۶ء میں ہونے والی اپنی ملاقات میں سابقہ سوویت یونین میں رہنے والے یہودیوں کے مسائل و معاملات پر گفتگو کی، ایسا معلوم ہوتا ہے یہ سیاہ فام نسل کا صدارتی امیدوار اپنے عوام (سیاہ فام افراد) کے حقوق کو بھول گیا یا اس نے جان بوجھ کر ان مسائل سے صرف نظر کیا، اور اسے سیاہ فاموں کی کچی آبادیاں اور اقلیتی علاقے اور وہاں انسانی حقوق کی ابتر حالت یاد نہ رہ سکی۔ یہ بہت اچھی بات ہے کہ کوئی شخص ہزاروں میل دور رہنے والے افراد کی فکر کرے، لیکن بحیثیت صدارتی امیدوار مسٹر جیسی جیکسن کے لئے زیادہ بہتر تھا کہ وہ اپنے شہریوں کی مدد اور ان کے حالات کو زیادہ بہتر بنانے کی فکر کرتے۔

ان زندہ مثالوں اور اس مہذب دنیا کے عالمی رہنماؤں کے عملی تضاد سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ شہری و انسانی حقوق کے حوالے سے ان کے قول و عمل میں کتنا تضاد موجود ہے، یہ انسانی حقوق کے نام نہاد علم بردار دنیا کے ایک حصے میں کسی فرد کے کانٹا چبھنے پر عالمی میڈیا کی توجہ اس جانب مبذول کرا

دیتے ہیں، جب کہ دوسرے خطے میں ہزاروں افراد کی بے گناہ اور معصومانہ ہلاکت پر ان کے کانوں پر جوں نہیں رینگتی، اور آج بھی دنیا کو اسی صورت حال کا سامنا ہے۔

خطبہ حجۃ الوداع کا امتیاز:

بنی نوع انسانی کو شہری و انسانی حقوق کا چارٹر عطا فرمانے والے رسول رحمت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ حجۃ الوداع زندگی کے تمام پہلوؤں کا مکمل احاطہ کرتا ہے، یہ انسانیت کی ہدایت و رہنمائی، سماجی انصاف، نسلی ہم آہنگی، عالمی امن کے لئے مکمل اور بہترین منشور ہے، پیغمبر انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں راست بازی، تقویٰ، اعتدال پسندی اور عالمی اخوت کا درس دیا اور رنگ، ونسل، زبان، قومیت، گروہ بندی اور ہر قسم کے تعصب اور طبقاتی تفریق بالاتر ہو کر سوچنے سمجھنے کی بلند فکر عطا فرمائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خطبہ کے موضوعات دنیا کی تاریخ میں ایک نقطۂ انقلاب کے نشان ہیں آپ ﷺ نے لوگوں کو دوستی، ہم آہنگی، صلح وآشتی، افہام وتفہیم اور مہذب ومؤدب رویوں کا راستہ دکھایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درحقیقت ایک ایسا تصور پیش کیا جو کہ خیالی نہ تھا بلکہ عملی، آفاقی، عالمگیر اور ہر طرح سے جامعیت کا حامل تھا۔ آپ ﷺ نے اس کے ذریعے احکامات الٰہی کی ایک مضبوط بنیاد فراہم کردی۔

خطاب کی ہمہ گیریت:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطبہ تمام بنی نوع انسان کے لئے تھا، اگر چہ آپ ﷺ کے سامعین اس وقت اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے، لیکن آپ ﷺ کا مخاطب ساری بنی نوع انسانیت تھی، دوسرے الفاظ میں یوں کہیں کہ آپ ﷺ اپنے خطاب کے ذریعے اور حاضرین کے توسط سے تمام انسانیت سے مخاطب تھے۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یایھا الناس۔ اے لوگو!

آپ نے اپنے اس خطاب میں یایھا الناس کی اصطلاح کئی مرتبہ استعمال فرمائی۔ لیکن ایک مرتبہ بھی اے مسلمانو یا اے مؤمنو نہیں فرمایا۔ یہ آفاقی پیغام آج بھی دنیا کے ہر ہر حصے میں رہنے والے ہر فرد کے لئے اس کی مذہبی یا سیاسی وابستگی سے قطع نظر اتنا ہی تروتازہ ہے جتنا خطبہ حجۃ الوداع کے دن تھا۔ اور قرآن مجید بھی ہمیں یہی بتاتا ہے کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ساری انسانیت بنی نوع انسان کے لئے اللہ کے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے ہیں، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْراً وَّنَذِیْراً وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَایَعْلَمُوْنَO (۶)

اور ہم نے آپ کو بھیجا ہے تمام نوع انسانی کے لئے خوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والا، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

پیغام کی قطعیت:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام اللہ کی طرف سے بنی نوع انسانیت کے لئے آخری پیغام تھا، اس پیغام کی تکمیل اور قطعیت ثابت ہو چکی، کیوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی بنی نوع انسانیت کی طرف آخری پیغمبر تھے، آپ ہی ماحصل تھے آپ ہی اوج وعروج تھے، اور آپ ہی تمام انبیا اور رسل کی بشارت تھے۔ اور آپ کے ازلی وابدی پیغام کو اللہ تعالیٰ ازل وابد تک محفوظ کر چکا ہے، یہی سبب ہے کہ جوں ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خطبہ مکمل کیا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر یہ آیت نازل فرمادی:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً۔ (۷)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کر لیا۔

اسی نبی ﷺ کی ختم نبوت بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمادی چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًاO (۸)

محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین اور اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔

بت پرست معاشرے کا خاتمہ:

اسلام کی آمد سے کفر وشرک سے بھرپور معاشرے کا خاتمہ ہوا اور اس کی جگہ ایک توحیدی معاشرہ وجود میں آیا، بت پرستی کی جگہ اللہ جل شانہ کے قانون الٰہی نے لے لی، اسے عملی طور پر نافذ کرنے

کے لئے خطبہ حجۃ الوداع کے الفاظ ملاحظہ فرمائیے:

وان کل دم کان فی الجاھلیة موضوع، و اول من دماء الجاھلیة دم الحرث بن عبد المطلب کان مسترضعاً فی بنی لیث فقتلته ھذیل۔ (۹)

اور جاہلیت کے زمانے کے تمام خون کالعدم ہو چکے، اور میں اپنے خاندان میں سے پہلا خون (بدلہ) جسے میں معاف کرتا ہوں حارث بن عبدالمطلب کا خون ہے، جو بنی لیث میں دودھ پیتا تھا اور جسے بنی ہذیل نے قتل کر دیا تھا۔

اس کا معنی یہ ہوا کہ انسانوں کا بنایا ہوا، کوئی بھی نظام، حق و انصاف اور امن و آشتی کے خدائی نظام سے مبدل ہو سکتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے قریش، اللہ تعالیٰ نے تم سے مشرکانہ عقائد اور اپنے آبا و اجداد کے طور طریقوں کو اٹھا لیا ہے۔

اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ حجرات کی یہ آیت بھی تلاوت فرمائی:

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ط اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ط اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌO (۱۰)

اے لوگو! بے شک ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں بنایا ذاتیں اور قبیلے، تاکہ تم ایک دوسرے کی شناخت کرو، بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے بڑا عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے، اللہ بے شک جاننے والا خبردار ہے۔

مساوات انسانی:

خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی نوع انسان کو جو پیغام دیا اس میں ایک بڑا اہم نکتہ انسانی مساوات کا ہے۔

تمام بنی نوع انسان اللہ تعالیٰ کی نظر میں اور اس کے قانون کی نظر میں برابر ہیں، سب کے ماں باپ آدم وحوا ہیں، سب مٹی سے پیدا ہوئے۔ کوئی کسی سے برتر اور اعلیٰ وارفع نہیں اسی لئے حضور علیہ

السلام نے فرمایا:

لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لابیض علی اسود ولا اسود علی ابیض الا بالتقوی، الناس من آدم و آدم من تراب۔ (۱۱)

اے لوگو! کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت نہیں اور نہ سفید کو کالے پر اور نہ کالے کو سفید پر کوئی فضیلت حاصل ہے مگر سوائے تقویٰ کے۔ سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم کی تخلیق مٹی سے ہوئی تھی۔

مساوات انسانی کا یہ تصور انصاف پر مبنی ہے، جس کے تحت معاشرے کا کوئی فرد دوسرے فرد سے برتر نہیں سوائے تقویٰ اور پرہیز گاری کے، سوسائٹی کا کوئی فرد یہ دعویٰ کرنے کا حق نہیں رکھتا کہ وہ زیادہ متقی یا زیادہ پرہیز گار ہے لہٰذا وہ معاشرے کا برتر یا بہترین فرد ہے، اس بات کو صرف اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔

مساوات اور انصاف ایسے دو نصب العین (Mottos) ہیں جن پر اسلام سب سے زیادہ زور دیتا ہے اور اپنے ماننے والوں سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ اسی بنا پر سماجی انصاف کے اسلامی تصور کو قرآن مجید میں جا بجا بیان کیا گیا ہے ایک جگہ ارشاد خداوندی ہے:

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا ۙ وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا ۢ بَصِيْرًا ۝ (۱۲)

بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں امانت والوں تک پہنچا دو، اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کرو، بے شک اللہ تمہیں اچھی نصیحت کرتا ہے بے شک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

حقوق انسانی کا محضر نامہ (Declaration):

اقوام متحدہ کا حقوق انسانی کا منشور چالیس کی دہائی میں ان طاقتوں کے ذریعے لکھا اور تیار کیا گیا جن کی تاریخ دنیا کے دوسرے خطوں کے لوگوں پر ظلم و تشدد، سفاکی و سنگ دلی، عقوبت اور جور و جفا،

اذیت رسانی، قتل و غارت اور ہلاکتوں اور اقوام کو غلام بنانے جیسے واقعات سے بھری ہوئی ہے، یہ منشور عالمی طاقتوں کا تیار کیا ہوا تھا اور اس کی وجہ بھی یہ تھی کہ ان کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا، انہوں نے یہ منشور یا دستاویز انسانی حقوق کے احترام یا اقوام عالم کے حقیقی احترام و محبت کے تحت تیار نہیں کی تھی، یہ دستاویز اس لئے تیار کی گئی تھی تا کہ ان کے جرائم، فسق و فجور اور قانون بین الممالک کی صریح خلاف ورزیوں پر پردہ ڈال سکے۔(۱۳)

مسٹر ایل، ایم، گڈرچ ایٹ ایل (L.M.Goodrich at al) اپنے کتاب (Charter of the United Nations- Commentary and Documents) میں رقم طراز ہیں:

> یہ سمجھنا ضروری ہے کہ یہ منشور تمام ممالک کی از حد آزادی کا تعین کرتا ہے، علاوہ ازیں تمام اقوام اس تاریخی موڑ پر اپنے تجربات کی روشنی میں اس منشور کو اپنے قومی مفاد کے مطابق تسلیم کرنے کے لئے تیار تھیں، یوں اس چارٹر نے ایک بنیاد فراہم کی جس کے تحت عالمی امن و سلامتی خوش حالی اور تحفظ کی ضمانت مہیا ہو سکے، البتہ حتمی اقدامات اور فیصلے ان ممبران ہی کی ذمے داری رکھی گئی۔(۱۴)

انسانی تہذیب کی تاریخ میں حقوق انسانی کا یہ محضر نامہ بڑی تاخیر سے آیا تھا، لیکن اس کے باوجود بھی حد درجہ ناقص ہے کیونکہ امریکہ کا انسانی حقوق کا منشور ابھی تک کاغذ پر سیاہی (ink on paper) کے مصداق ہے۔ پھر پانچ عالمی طاقتوں کے پاس اب تک ویٹو کا حق ہے۔(۱۵) یہ طاقتیں ہر قسم کی سفاکی کا مظاہرہ کر سکتی ہیں، لیکن ان کو نہ تو معتوب کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان کو تعزیر و سزا کا مستوجب قرار دیا جا سکتا ہے، موجودہ حالات میں اس ظلم کا مظاہرہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کر رہا ہے۔ ۱۹۷۹ء میں سابقہ سوویت یونین نے افغانستان پر حملہ کیا، ۱۹۸۳ء میں امریکہ نے گرینیڈا (Grenada) پر جو کہ ویسٹ انڈیز کا ایک جزیرہ ہے، حملہ کیا، ۱۹۸۲ء میں برطانیہ نے فاک لینڈ کے جزائر پر حملہ کیا، ۲۰۰۳ء میں امریکہ کا عراق پر حملہ و قبضہ، اس کے علاوہ بھی بے شمار واقعات ہیں جن کا ان صفحات پر ذکر کرنا ہمارا مقصد نہیں ہے، لیکن جنرل اسمبلی (General assembly) اور اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل (Security council) ان جارحیتوں کے خلاف اب تک کچھ نہ کر سکی، کیوں کہ ویٹو پاور ان پانچ سپر پاور ممالک کے پاس ہے۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس (Might is right) کے تصور نے حقوق انسانی کے تصور کو گہنا دیا ہے۔

۱۹۶۱ء میں ایمنیسٹی انٹرنیشنل (Amnesty International) کے ادارے کو ایک

برطانوی وکیل (Attorney at Law) پیٹر بینسن (Peter Beneson) نے قائم کیا، اس ادارے کے قیام کا مقصد سیاسی قیدیوں پر ظلم وتشدد اور مظالم پر کڑی نگاہ رکھنا تھا، اس ادارے کے قیام کا یہ مقصد بھی تھا کہ دنیا کو ان سیاسی قیدیوں کو ملنے والی سزاؤں سے آگاہ اور باخبر رکھا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایمینسٹی انٹرنیشنل ان قیدیوں کے ساتھ ہونے والے ظلم وتشدد، ان کے خلاف خوف وہراس اور ان کے ساتھ ناروا سلوک کو روکنے کے لئے اب تک عملاً کچھ نہیں کرسکا۔

اسرائیل ۱۹۴۸ء سے فلسطینیوں کو مسلسل اپنے گھروں سے جلاوطن کررہا ہے، مذکورہ ملک نے ظلم وتشدد، جرائم، ہلاکتوں اور قتل وغارت گری کی گویا ایک سیریز شروع کی ہوئی ہے، سیکورٹی کونسل امریکہ کی وجہ سے اب تک اس کو معتوب قرار نہیں دے سکی ہے، کیوں کہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں تمام مذمتی قراردادوں کو امریکہ نے اپنے ویٹو کے حق کے تحت ویٹو کردیا ہے، اگر دنیا میں کہیں بھی انسانی حقوق کا وجود ہے تو وہ بہرحال اقوام متحدہ اور عالمی سپر طاقتوں کے پاس قطعاً نہیں ہے۔

دوسری جانب اسلام کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس نے محسن انسانیت اور عالمی امن وسلامتی کے عظیم پیامبر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے چودہ سو سال پہلے انسانی حقوق کی شناخت کروائی، اس کا اعتراف کروایا اور اس پر عمل درآمد کرکے دکھایا جو شخص بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ حجۃ الوداع کے کسی بھی حصہ کو مطالعہ کرے گا، اس خطبے کی ہر ہر شق کو حقوق انسانی کا واضح اور شفاف محضرنامہ پائے گا۔

انسانی حقوق کا یہ محضرنامہ اختصاراً درج ذیل باتوں کا احاطہ کرتا ہے۔

۱۔ آزادی سب کے لئے۔

۲۔ انسانی زندگی کی حرمت۔

۳۔ مال واسباب اور جائیداد کا تحفظ۔

۴۔ تمام اقوام کے درمیان مساوات۔

۵۔ قوانین الٰہی کے ذریعے مکمل عدل وانصاف۔

۶۔ خواتین کے حقوق وفرائض (خواتین کے ساتھ شریک کار کی حیثیت سے برتاؤ کا تصور، نہ کہ مغلوب ومحکوم کی حیثیت سے)۔

۷۔ استحصال واجارہ داری کا خاتمہ (ایسے معاشی تصور کا مکمل خاتمہ جس کے تحت امیر امیر تر ہوتا چلا جائے، اور غریب، غریب تر ہوتا چلا جائے)۔

۸۔ دوسرے کے حقوق کا تحفظ اور حقوق کی ادائیگی۔

۹۔ لوگ اس محضر نامہ پر سنجیدگی سے غور کریں اس پیغام کو پھیلائیں اور اس کو عملی جامہ پہنائیں، جہاں جہاں جائیں اس پیغام کو عام کریں۔(۱۶)

زندگی اور املاک کی حرمت وتحفظ:

انسانی زندگی کی حرمت اور اس کے تحفظ کا اللہ نے قرآن میں بھی ذکر فرمایا ہے، مذہب اسلام نہ صرف انسانی جان کی حرمت وتحفظ کا قائل ہے بلکہ وہ چوپایوں، جانوروں پرندوں کی زندگی کا بھی تحفظ کرتا ہے، اسلام میں انسانی زندگی کا احترام، اس کی عزت وآبرو اور اس کی املاک کے تحفظ کی ضمانت دی گئی ہے۔

خطبہ حجۃ الوداع کے اس محضر نامہ میں قیامت تک کے لئے انسانی جان اس کی املاک، مال و اسباب، جائیداد کا تحفظ کر دیا گیا ہے، یہ محضر نامہ کسی خاص مدت، کسی خاص خطے کے لئے مخصوص نہیں۔ اس خطبے میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ ملاحظہ فرمائے:

فان دمائکم واموالکم واعراضکم حرام علیکم الی ان تلقوا ربکم کحرمۃ یومکم ھذا، فی شھرکم ھذا فی بلدکم ھذا۔ (۱۷)

اے لوگو! بے شک تمہارا خون اور تمہارے اموال ایک دوسرے پر حرام ہیں، جس طرح کی حرمت اس دن اور اس مہینہ کو حاصل ہے یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جاملو

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذاتی ملکیت و جائیداد کے حوالے سے کچھ الفاظ مزید تاکیداً اضافہ فرمائے۔

فلایحل لا مرئ من اخیہ الا ما اعطاہ عن طیب نفس منہ فلا تظلمن انفسکم۔ (۱۸)

کسی کے لئے بھی یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کے مال میں سے کچھ لے لے سوائے اس کے کہ وہ جو کچھ اپنی خوشی سے دے دے، سو اپنی جانوں پر ظلم نہ کرنا۔

گویا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے املاک کو قومیانے کی نفی فرمادی تھی۔ اس روئے زمین پر بعض ایسے رہنما و زعما بھی ہیں جنہوں نے ذاتی جائیداد، صنعتیں، کارخانے، اور قدرتی وسائل کو قومیانے کی کوشش کی، انہوں نے یہ کام معاشرے میں انصاف پسندی اور دولت کی مساویانہ تقسیم کے نام پر کیا، یہ

بات خوب سمجھ لینی چاہئے کہ کسی کی ملکیت، جائیداد یا دولت کو قومیانے (Nationalization) کا عمل سراسر غیر قانونی اور غیر اسلامی ہے۔ کسی رہنما کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی بھی شخص کی جائیداد یا املاک کو ضبط کرلے، اگر کسی کو دولت کی تقسیم کے عمل سے دل چسپی ہے تو وہ اپنی سوسائٹی میں نظام زکوٰۃ کو مضبوط ومستحکم کرے، یا بہت زیادہ امیر ترین افراد پر کچھ اضافی ٹیکس عائد کرے تاکہ معاشرے کے محروم اور غریب افراد اس سے استفادہ کرکے اپنے پاؤں پر کھڑے ہوسکیں۔

سودی نظام کی تنسیخ:

اسلام میں معاشی استحصال کے تصور کی قطعاً ممانعت ہے۔ چونکہ سودی نظام معاشی استحصال کی راہیں ہموار کرتا ہے اسی لئے اسلام نے کاروبار کے اس سودی نظام کی ممانعت کی ہے۔ اس معاشی اجارہ داری اور استحصال کی وجہ سے سرمایہ دارانہ نظام میں امیر امیر تر ہوتا چلا جاتا ہے اور غریب غریب ہوتا چلا جاتا ہے، رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبۃ الوداع میں ہمہ اقسام کے معاشی استحصال پر لکیر تنسیخ پھیردی، سود اور سودی نظام کا خاتمہ کردیا گیا، لوگوں کو حکم دے دیا گیا کہ وہ اس طرز کے کاروبار سے علیحدہ رہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

> **وان کل ربا فی الجاهلية موضوع، ولكن لكم رؤس اموالكم، لا تظلمون ولا تظلمون، غير ربا العباس بن عبد المطلب فانه موضوع كله۔ (۱۹)**
>
> ہر قسم کا سود ممنوع قرار دے دیا گیا ہے، لیکن اصل رقم پر تمہارا حق ہے جس میں نہ دوسروں کا نقصان ہے اور نہ تمہارا نقصان۔ اور عباس بن عبدالمطلب کا سود بھی تمام کا تمام ختم ہے۔

قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے سود کو مکمل طور پر تاکیداً حرام قرار دے دیا، کیوں کہ اسلام معاشی استحصال اور معاشی اجارہ داری پر یقین نہیں رکھتا، ارشاد باری ہے:

> **اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ج وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ O اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَايَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِىْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ط**

ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰی فَلَهٗ مَاسَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗٓ اِلَی اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ O یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَایُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیْمٍ O اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ O یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَابَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ O فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَکُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِکُمْ ۚ لَاتَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ O (۲۰)

جولوگ اپنے مال خرچ کرتے ہیں رات میں اور دن کو پوشیدہ اور ظاہر پس ان کے لئے ہے ان کا اجر ان کے رب کے پاس نہ ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے، جولوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت کے دن) نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے وہ شخص کھڑا ہو جس کے حواس کھو دیئے ہوں شیطان نے چھوکر، یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا کہ تجارت درحقیقت سود کے مانند ہے، حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا، پس جس کو نصیحت پہنچی اس کے رب کی طرف سے پھر وہ باز آ گیا تو اس کے لئے ہے جو ہو چکا، اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے، اور جو پھر (سود کی طرف) لوٹے تو وہی دوزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے، اور اللہ ہر ایک (ناشکرے کو اور) گنہگار کو پسند نہیں کرتا، بے شک جولوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی ان کے لئے ان کا اجر ہے، ان کے رب کے پاس اور نہ ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے، اے ایمان والو! تم اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو، پھر اگر تم نہ چھوڑو گے تو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کے لئے خبردار ہو جاؤ، اور اگر تم نے توبہ کر لی تو تمہارا اصل زر تمہارے لئے ہے نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

خواتین کے حقوق وفرائض:

حقوق نسواں کا سب سے بہترین محضر نامہ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خطبہ حجۃ الوداع میں پیش کیا گیا ہے، آپ ﷺ نے شوہروں کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی بیویوں سے مہربانی اور حسن سلوک سے پیش آئیں، کوئی بھی شخص اپنی عملی زندگی میں اپنے جیون ساتھی کے تعاون اور مدد کے بغیر کامیاب ہو ہی نہیں سکتا، اسلام نے دونوں کے حقوق وفرائض پر نہایت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

اسلامی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر مرد کو خاندان میں مرکزی حیثیت (Head) حاصل ہے تو عورت کی حیثیت بھی نہایت اہم (Heart) اور محترم ہے۔ اسلام میں میاں بیوی کے حقوق وفرائض کو نہایت واضح انداز میں بیان کر دیا گیا ہے اخلاقیات، پاک دامنی، شرم وحیا، اور عفت وعصمت کے تحفظ کے ضمن میں احکامات اسلام نے اتنی وضاحت کے ساتھ بیان کر دیئے ہیں کہ لوگ ان کو سمجھ کر اپنی زندگیوں پر لاگو کر سکتے ہیں اور ایک پر عظمت اور باکردار معاشرہ وجود میں آ سکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں فرمایا:

اما بعد! ایھا الناس فان لکم علی نسائکم حقا و لھن علیکم حقا (۲۱)

اے لوگو! جس طرح عورتوں کے کچھ حقوق تمہارے ذمہ ہیں اسی طرح ان پر بھی تمہارے کچھ حقوق ہیں۔

نیز فرمایا:

الا و استوصوا بالنساء خیراً فانما ھن عوان عندکم۔ (۲۲)

ہوشیار ہو جاؤ! تمہارے لئے عورتوں سے نیک سلوک کی وصیت ہے کیوں کہ وہ تمہاری پابند ہیں۔

بنی نوع انسان سے شیطان کا بغض وعداوت:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں اہل ایمان کو یہ تاکید بھی فرمائی کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اور اس کے احکامات پر عمل کریں، شیطان اس بات سے تو مایوس اور ناامید ہو چکا ہے کہ بنی آدم اس کی پوجا کرے گا، لیکن وہ اس بات سے ناامید نہیں ہوا ہے کہ بنی نوع انسان کو بہکا کر دین اسلام کے راستے اور رشد وہدایت کے طریق سے ہٹا دے۔ اس لئے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے امتِ مسلمہ کو تاکید

فرمائی کہ وہ شیطانی راہ پر چلنے سے گریز کریں اور خود کو رحمانی شاہراہ کا مسافر بنائیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

اما بعد! ایها الناس فان الشیطن قد یئس من ان یعبد بار ضکم هذه ابداً ولکنه ان یطع فیما سوی ذلک فقد رضی به مما تحقرون من اعما لکم فاحذروه علی دینکم۔ (۲۳)

اے لوگو! بے شک شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ تمہاری اس سرزمین پر اس کی پوجا کی جائے گی، لیکن وہ اس بات پر راضی ہو جائے گا کہ اس کے علاوہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں اس کی تعمیل کی جائے، پس اپنے دین کے واسطے اس سے بچتے رہنا۔

قرآن مجید شیطان کے مکروفریب کا پردہ چاک کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ انسان کو جھوٹی امید دلاتا ہے، قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

وَلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ۝ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ (۲۴)

اور میں انہیں ضرور بہکاؤں گا، ضرور امیدیں دلاؤں گا اور انہیں سکھاؤں گا تو وہ ضرور چیریں گے (بتوں کی خاطر) جانوروں کے کان، اور میں انہیں سکھاؤں گا تو وہ اللہ کی (بنائی ہوئی) صورتیں بدلیں گے اور جو بنائے اللہ کے سوا شیطان کو دوست تو وہ صریح نقصان میں پڑ گیا وہ ان کو وعدے دیتا ہے امیدیں دلاتا ہے اور شیطان انہیں وعدے نہیں دیتا مگر صرف فریب (نرا دھوکا)۔

دوسروں کے حقوق:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ دوسروں کے حقوق کی بات کی اور بتایا کہ دیگر افراد کے حقوق نہ صرف ان کو عطا کئے جائیں بلکہ ان کا تحفظ بھی کیا جائے، آپ نے معاشرے کے ہر فرد کو اس بات کی تلقین کی کہ اگر ہر ہر فرد اپنے فرائض اور ذمہ داریاں عدل و انصاف اور ذمہ داری سے ادا کرتا رہے تو

تمام افراد کو ان کے حقوق مل جائیں گے اور ایسی صورتحال میں عدالتوں کے چکروں میں پڑے بغیر انصاف قائم ہوسکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

فمن کانت عندہ امانة فلیؤ دھا الی من ائتمنه علیھا۔ (۲۵)

جس کے پاس کسی کی کوئی امانت ہو اسے چاہئے کہ وہ اسے حق دار کو ادا کردے۔

انسانی اعمال کا احتساب:

ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور اسے اپنے اعمال کے لئے اپنے خالق و مالک کے سامنے جواب دہ ہونا ہے، کوئی شخص اپنے اعمال کو نہ چھپا سکتا ہے اور نہ ہی گھٹا بڑھا سکتا ہے، اسی لئے ہر ہر فرد کو اس بات کی تلقین کی گئی ہے کہ وہ دنیا و آخرت میں بہترین جزا حاصل کرنے کے لئے اعمال صالحہ کی طرف متوجہ رہے۔

احتساب کے اس تصور کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ حجۃ الوداع میں یوں ذکر فرمایا:

وانکم ستلقون ربکم فیسألکم عن اعمالکم و قد بلغت۔ (۲۶)

یاد رکھو تم اپنے رب سے ضرور ملو گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق پوچھ گچھ کرے گا، اور میں نے تو تم تک پیغام پہنچا دیا۔

یہ بات یاد رہے کہ قیامت کے دنوں کے ناموں میں ایک نام ''یوم الحساب'' ہے، حساب کا دن یا احتساب کا دن۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا:

رَبَّنَا اغۡفِرۡلِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابُ O (۲۷)

اے ہمارے رب! روز حساب مجھے میرے والدین کو اور مؤمنوں کو بخش دے۔

کائنات کی تخلیق:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساری کائنات اور جو کچھ بھی اس کائنات میں ہے اللہ جل شانہ کی تخلیق ہے، اس تخلیق کی تفصیلات قرآن و حدیث میں مذکور ہیں، خطبہ حجۃ الوداع میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تخلیق کے بنیادی تصور کو اثبات قطعی کے ساتھ بیان فرمایا، اہل ایمان کو یہ تصور دیا گیا ہے کہ تمام کائنات کا خالق اللہ ہے یہ اسی کی ملکیت ہے، اور وہی ذات وحدہٗ لاشریک اس کے نظام کو چلا رہی ہے اس حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا:

الا وان الزمان قد استدار کھیئتہ یوم خلق اللہ السموات والارض۔ (۲۸)

اور بے شک زمانہ گھوم پھر کر اسی جگہ آ گیا ہے جہاں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش کے دن سے شروع ہوا تھا۔

درحقیقت اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے اس کائنات کی ہر چیز کو اس کے صحیح اور معیاری اور فطری اصولوں کے مطابق پیدا فرمایا اس نے آسمان و زمین، سورج، چاند، ستاروں، سیاروں، دن رات، پودے اور جانور، فرشتوں اور جنات غرض کہ ہر شے کو پیدا فرمایا:

نظامِ شمس وقمر:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مہینوں کی تعداد بارہ بتائی ہے، یہ مہینے بنی نوع انسان کے لئے بڑی اہمیت کے حامل ہیں، سالوں کا حساب رکھنے کے لئے حساب وکتاب کے لئے، پنج وقتہ نمازوں کا وقت معلوم کرنے کے لئے، رمضان المبارک کے مہینے میں روزے رکھنے کے لئے، اپنے تہواروں کو منانے کے لئے ان مہینوں کی بڑی اہمیت ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا:

ان عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر شھرا منھا اربعۃ حرم۔ (۲۹)

مہینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک بارہ ہے، ان میں سے چار محترم ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس ضمن میں قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْراً فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ۔ (۳۰)

بے شک مہینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک اللہ کے حکم میں بارہ مہینے ہے، جس دن اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ان میں سے چار حرمت والے (ادب کے) مہینے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں دوسری جگہ چاند اور سورج کے بارے میں ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ

الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَO (۳۱)

وہی ہے جس نے سورج کو جگمگاتا ہوا اور چاند کو چمکتا ہوا بنایا اور اس کی منزلیں مقرر کر دیں تاکہ تم برسوں کی گنتی جان لو اور حساب، اللہ نے یہ نہیں پیدا کیا مگر درست تدبیر سے، وہ علم والوں کے لئے نشانیاں کھول کر بیان کرتا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَا اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ط وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًاO (۳۲)

اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا پھر ہم نے رات کی نشانی کو مٹا دیا (ماند کر دیا) اور ہم نے دن کی نشانی کو دکھانے والی بنایا، تاکہ تم اپنے رب کا فضل (روزی) تلاش کرو اور تاکہ برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کرو اور ہر چیز کو ہم نے تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

چار مہینوں کی حرمت:

اللہ جل شانہ نے سال کے چار ماہ کی حرمت کا تعین فرما دیا یہ چار ماہ ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب ہیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ ان کی حرمت و تقدس کا لحاظ کریں اور کسی کو ان مہینوں میں تبدیلی یا تحریف کا حق حاصل نہیں، کیوں کہ یہ کافرانہ عمل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا:

ثلاثة متواليات ذوالقعدة و ذوالحجة والمحرم و رجب مضر شهر الذى بين جمادى و شعبان۔ (۳۳)

تین مہینے تو متواتر ہیں اور ایک الگ آتا ہے یعنی رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان میں ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ زِيَادَةٌ فِى الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِئُوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ۔ (۳۴)

یہ جو مہینے کا ہٹا کر (آگے پیچھے کرنا ہے) کفر میں اضافہ ہے، اس سے کافر گمراہ ہوتے ہیں وہ اسے (اس مہینے کو) ایک سال حلال کر لیتے ہیں اور دوسرے سال اسے حرام کر لیتے ہیں تاکہ وہ گنتی پوری کر لیں اس کی جو اللہ نے حرام کئے، سو وہ حلال کرتے ہیں جو اللہ نے حرام کیا اور حرام کرتے ہیں جو اللہ نے حلال کیا۔

مسلم امہ کا اتحاد و اتفاق، قرآن و سنت:

مسلمان صرف اسی صورت میں متحد ہو سکتے ہیں، جب وہ قرآن مجید اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی روزمرہ کی زندگی کا مقصد و معیار بنالیں، قرآن و سنت ہی ان کی رشد و ہدایت کی طرف رہنمائی کر سکتے ہیں، قرآن و سنت پر ہی گامزن ہو کر امت مسلمہ، امتِ وسط اور عدل و انصاف، امن و سلامتی والی امت کہلانے کی حق دار ہو سکتی ہے۔ خطبہ حجۃ الوداع میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت واضح الفاظ میں مسلمانوں کو یہ بتایا دیا کہ وہ قرآن و سنت کو مضبوطی سے پکڑ کر ہی متحد ہو سکتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

یاایھا الناس قدترکت فیکم ما ان اعتصمتم به فلن تضلوا ابدا کتاب الله و سنة نبیه۔ (۳۵)

اے لوگو! میں نے تمہارے درمیان ایسی چیزیں چھوڑی ہیں کہ اگر تم ان کو پکڑے رہے تو کبھی بھی گمراہ نہ ہو گے، اللہ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ اس کے بندے صرف اور صرف اس کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں، صرف اطاعت کی وجہ سے وہ اللہ کے روبرو سرخ رو اور کامیاب ہو سکتے ہیں اور اس کے رحم و کرم کے مستحق بھی ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ O (۳۶)

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰی فَمَآ اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا O (۳۷)

جس نے رسول کی اطاعت کی پس تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے روگردانی کی تو ہم نے آپ ﷺ کو ان پر نگہبان نہیں بھیجا۔

اخوت اسلامی:

قرآن مجید ہمیں درس دیتا ہے کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زرین اصول کو اپنے خطبے میں بھی اجاگر فرمایا، آپ کا ارشاد ہے۔

ایھا الناس اسمعوا قولی واعقلوہ تعلمن ان کل مسلم اخ للمسلم وان المسلمین اخوۃ۔ (۳۸)

اے لوگو! میری بات غور سے سنو اور سمجھو خوب سمجھ لو کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

قرآن مجید نے اس بات کو واضح انداز میں بیان کردیا ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ ج وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ (۳۹)

بلاشبہ سب مؤمن بھائی (بھائی) ہیں، پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرادو اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

یہاں اس بات کو بھی اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ مسلمانوں کے دوسرے مسلمان بھائی پر کچھ حقوق وفرائض ہیں۔ مثلاً سلام کا جواب دینا، بیمار کی عیادت کرنا، نماز جنازہ میں شرکت کرنا، دعوت قبول کرنا، چھینک کا جواب دینا، خلوص کے ساتھ نصیحت کرنا، جو اپنے لئے پسند ہو وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرنا، اس کے دکھ درد اور خوشی ومسرت میں شریک ہونا، اس کی مدد کے لئے ہمہ وقت تیار رہنا، اس کے حقوق کا دفاع کرنا وغیرہ وغیرہ۔ اسلامی بھائی چارے اور اخوت کی عظیم الشان مثال نبی اکرم ﷺ اور مسلمانوں کی ہجرت مدینہ تھی جس میں انصار نے مہاجرین کی دل کھول کر مدد کی تھی اور اپنے دل اور گھر کے دروازے وا کردیئے تھے۔

ظلم ونا انصافی:

اسلام نے ہر سطح پر ظلم وزیادتی اور ناانصافی کی ممانعت کی ہے، اور ہر سطح پر انصاف کا بول بالا

مقدم رکھا ہے، انگریزی کہاوت کے مطابق Justice is the name of the game جو کوئی بھی جور و جفا اور ظلم و زیادتی کا ارتکاب کرے گا۔ وہ اس کی سزا بھی پائے گا، اللہ تعالیٰ ظلم و زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے خطبے میں تاکیداً فرمایا:

فلاتظلمن انفسکم۔ (۴۰)

اپنی جانوں پر ظلم نہ کر بیٹھنا۔

حدیث قدسی اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی و جعلته بینکم محرما فلا تظلموا۔ (۴۱)

اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر بھی ظلم حرام کر دیا ہے، اور میں نے تم پر بھی ظلم کو حرام قرار دے دیا ہے تو ظلم مت کیا کرو۔

یہ بات بھی خوب سمجھ لینا چاہئے کہ جو شخص بھی ناانصافی اور ظلم و جفا کا مرتکب ہوگا وہ قیامت کے دن بڑی سختی میں ہوگا، وہ خود کو عذاب سے بچانے کے لئے ہر جتن کرے گا مگر اس کی ساری کوششیں رائیگاں جائیں گی، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَافِي الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ط وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّارَاَوُا الْعَذَابَ ج وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَايُظْلَمُوْنَ ○ (۴۲)

اور اگر (خواہ) ہر ظالم شخص کے لئے (وہ سب کچھ) ہو جو زمین میں ہے (اور) وہ اس کو فدیے میں دے دے اور وہ چپکے چپکے پشیمان ہوں گے، جب عذاب دیکھیں گے اور ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ ہوگا اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

پیغام رسالت کو آگے پہنچانا:

پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ حجۃ الوداع کے موضوعات ایک اچھے معاشرے کی تمام ضروریات کو محیط ہیں، اسلام کا پیغام مکمل ہو گیا، لاگو ہو گیا اور ہر ایک کو بتا دیا گیا۔ اب ضرورت اس بات کی تھی کہ اس پیغام کو ایک جگہ سے دوسری جگہ ایک نسل سے دوسری نسل کو پہنچا دیا جائے، اب اس خطبے کے پیغام کی ذمہ داری ان حضرات کے کاندھوں پر تھی جو اس پیغام کو میدان عرفات میں سن رہے تھے، آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے سامعین کو اس پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کی ذمے داری دے دی چنانچہ آپ نے فرمایا:

الا لیبلغ الشاھد الغائب فلعل بعض من یبلغہ او عیٰ لہ من بعض من سمعہ۔ (۴۳)

جو یہاں حاضر ہیں وہ غائب تک میری باتیں پہنچادیں، شاید کہ بعض ایسے جن تک یہ باتیں پہنچیں گی یہاں موجود بعض سننے والوں سے زیادہ سمجھدار ثابت ہوں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ حجۃ الوداع کے حاضرین و سامعین یعنی اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسلام کے اس پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کا چیلنج قبول کیا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جہاں جہاں بھی گئے وہاں انہوں نے اپنے اخلاق و کردار، راست بازی امن و آشتی، صلح جوئی کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پیغام کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔

مسلمان آج جہاں کہیں بھی ہے اس کی یہ ذمے داری ہے کہ وہ یہ نبوی دعوت دوسروں تک پہنچائے، اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں تک پہنچانے کی یہ ذمہ داری ان کو تفویض کردی ہے۔ بات پہنچانے کا دلکش انداز بھی قرآن مجید میں بیان کردیا گیا ہے۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ۔ (۴۴)

اپنے رب کے راستے کی طرف بلاؤ دانائی سے اور اچھی نصیحت سے، اور ان سے ایسے انداز میں بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔

اسلام کا پیغام افریقہ، مشرق وسطی، ایشیا، یورپ کے ساتھ ساتھ براعظم امریکہ اور آسٹریلیا میں بھی پھیل رہا ہے، مغرب میں اللہ اور اس کے رسول کے پیغام کی اشاعت اچھے انداز سے ہو رہی ہے۔ جہاں ایک طرف تو اسلام اور مسلمانوں پر نشر و اشاعت کے ہر ہر ذرائع سے حملے ہو رہے ہیں، جب کہ وہیں پر ایک خاموش اکثریت اسلام میں دن بدن دلچسپی لے رہی ہے۔ لاکھوں امریکی مادہ پرستی اور لادینی کا شکار ہیں، اور اپنے مذہبی عقائد سے کنارہ کشی اختیار کر چکے ہیں، بہت سے ایک مذہب سے دوسرے مذاہب کی طرف تجربے کے طور پر جاتے ہیں اور اس ضمن میں لاکھوں امریکی دوسرے ممالک کا سفر بھی کرتے ہیں۔ وہ اطمینان اور سکون قلب کے لئے یوگا اور نفس مدرکہ کے مراقبے (Transcendental Meditation) کرتے ہیں مگر سب بے سود، بہت کم لوگ اسلام کے مطالعے کی طرف آتے ہیں مگر جو آتے ہیں تو وہ سکون بھی اسی راہ

میں پاتے ہیں، اور اسی راہ میں ان کو سکون قلب اطمینانِ جسم، اور روح کو تسکین ملتی ہے۔

اختتامیہ کلمات:

رسول رحمت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خطبہ حجۃ الوداع کا دنیا کی ہر چھوٹی بڑی زبان میں ترجمہ ہونا چاہئے، اس خطبے کی ایک کاپی ہر گھر میں، کتب خانوں میں، دفتروں میں، کلاس روم میں، ہر سرکاری افسر کے دفتر میں، غرض کہ یہ منشور ہر جگہ موجود ہونا چاہئے، اور زندگی کے ہر ہر شعبے میں اس خطبے سے مسلسل رہنمائی حاصل کرنا چاہئے۔

ضمیمہ:

آخر میں ہم ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے بنیادی حقوق (Bill of Rigmts) کے چارٹر کا خلاصہ پیش کرتے ہیں، بنیادی حقوق کا بل پیش کرنے کے بعد مختلف سالوں میں اس میں جو اضافے (Amendments) کئے گئے، ان کی تفصیل ذیل درج ہے۔ تاکہ رسول اکرم ﷺ کے پیش فرمودہ حقوق کے مقابلے میں اس ناقص انسانی کوشش کے تمام نقائص سامنے آسکیں۔

دستاویز حقوق (Bill of Tights):

1. Amendment -1: (1791)
   Freedom of religion, Speech, Press, Assembly of petition
   مذہبی آزادی، آزادی تقریر و تحریر، قانونی چارہ جوئی کی اجازت۔
2. Amendment -13 (1865)
   Abolition of slavery — غلامی کا خاتمہ
3. Amendment -14 (1868)
   Rights of Citizens — شہریوں کے حقوق
4. Amendment -15 (1870)
   Black voting rights — سیاہ فام افراد کو ووٹ دینے کا حق
5. Amendment- 19 (1920)
   Woman Suffrage — خواتین کا حق رائے دہی (۴۵)

خطبہ حجۃ الوداع اپنی معنویت اور جامعیت کے لحاظ سے عالمی انسانی حقوق کی ایسی بھرپور نمائندگی کرتا ہے کہ آج چودہ سو سال سے زائد کا عرصہ گزرنے کے باوجود اس کے الفاظ و معانی کی

تروتازگی روز اول کی طرح موجود ہے اور تا قیامت موجود رہے گی، اور اس میں کبھی کسی اضافے کی ضرورت نہیں پیش آئے گی۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ ابن سعد/ طبقات الکبریٰ/ دار صادر، بیروت/ ج ۴، ص ۳۵۵، ۳۵۳

۲۔ زرقانی، محمد بن عبدالباقی/ شرح مواہب اللدینہ/ المطبعۃ الازہریہ المصر / ج ۳، ص ۱۰۸، ۱۰۶

۳۔ اقوام متحدہ کے چارٹر پر ۲۶ جون ۱۹۴۵ء کو سان فرانسسکو کے مقام پر دستخط ہوئے، اس وقت اس کا نام (League of Nations) تھا۔

4. Gilbert, Felix, To The Farewell Address, Princeton University Press, Prince ton N.J.1961

۵۔ The Civil Rights Act (P.L.88-352) پر صدر لنڈن بی جانسن نے ۲رجولائی ۱۹۶۴ء کو دستخط کئے تھے۔

۶۔ القرآن، سورۂ سبا، آیت ۲۸

۷۔ القرآن، سورۂ المائدہ، آیت ۳

۸۔ القرآن، سورۂ الاحزاب، آیت ۴۰

۹۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ/ الجامع السنن/ دار الفکر، بیروت، ۱۹۹۴ء/ ج ۵، ص ۲۷۳، رقم ۳۰۸۷

۱۰۔ القرآن، سورۂ الحجرات، آیت ۱۳

۱۱۔ ابن قیم جوزیہ، (۷۵۱ھ)/ زاد المعاد/ بیروت، موسسۃ الرسالہ، ۱۹۸۷ء/ ج ۵، ص ۱۵۸

۱۲۔ القرآن، سورۂ النساء، آیت ۵۸

13. O' Shaugh Messy, H. Grenada: An Eye Witness Account of The US Invasion And The Caribbean History that provoked it, 1983

14. Goodrich, L.M. at al. Charter of the United Nations 3rd ed. Columbia University Press. N.J. 1961

۱۵۔ پانچ عالمی طاقتیں جن کے پاس ویٹو پاور ہے روس، امریکہ، برطانیہ، فرانس اور چین ہیں۔

16. Gilbert, Felix. To the Farewell Address, Princeton University Press, Princeton. N.J. 1961

۱۷۔ احمد/ ج ۵، ص ۴۰، رقم ۲۰۴۳۵/

۱۸۔ سیرت ابن ہشام/ السیرۃ النبویہ/ دار الجیل بیروت، ۱۴۱۱/ ج ۶، ص ۱۰

۱۹۔ ترمذی/ ج ۵، ص ۲۷۳، رقم ۳۰۸۷

۲۰۔ القرآن، سورۂ البقرہ، آیت ۲۷۹، ۲۷۴

۲۱۔ ابن ہشام/ ج ۶،ص ۱۰
۲۲۔ ترمذی/ ج ۳،ص ۴۶۷،رقم ۱۱۶۳
۲۳۔ ابن ہشام/ ج ۶،ص ۹
۲۴۔ القرآن،سورۂ نساء،آیت ۱۲۰
۲۵۔ طبری،محمد بن جریر بن یزید بن خالد، ابوجعفر (م ۲۱۰ھ)/ تاریخ الطبری/ بیروت، دار الکتب العلمیہ ۱۴۰۷ھ/ ج ۲،ص ۲۰۵
۲۶۔ ابن ہشام/ ج ۶،ص ۹
۲۷۔ القرآن،سورۂ ابراہیم،آیت ۴۱
۲۸۔ احمد بن محمد بن حنبل ابوعبداللہ بن الشیبانی، (۲۴۱ھ)/ المسند/ داراحیاء،التراث العربی،۱۹۹۳ء/ ج ۵، ص ۷۲،رقم ۲۰۷۱۴
۲۹۔ ایضاً
۳۰۔ القرآن،سورۂ توبہ،آیت ۳۶
۳۱۔ القرآن،سورۂ یونس،آیت ۵
۳۲۔ القرآن،سورۂ بنی اسرائیل،آیت ۱۲
۳۳۔ بیہقی،ابوبکر احمد بن حسین/ السنن الکبریٰ/ دارالفکر، بیروت،۱۹۹۶ء/ ج ۵،ص ۱۶۵
۳۴۔ سورۃ التوبۃ،آیت ۳۷
۳۵۔ بیہقی/ کبریٰ/ ج ۱۰،ص ۱۱۴،رقم ۲۰۱۲۳
۳۶۔ القرآن،سورۂ آل عمران،آیت ۱۳۲
۳۷۔ القرآن،سورۂ نساء،آیت ۸۰
۳۸۔ ابن ہشام،ابومحمد عبدالملک (م ۲۱۳ھ)/ السیرۃ النبویہ/ بیروت،دارالمعرفہ،۱۹۷۸ء/ ج ۶،ص ۱۰
۳۹۔ القرآن،سورۂ الحجرات،آیت ۱۰
۴۰۔ ایضاً ابن ہشام
۴۱۔ ابن کثیر/ التفسیر/ ج ۴،ص ۷۶
۴۲۔ القرآن،سورۂ یونس،آیت ۵۴
۴۳۔ بیہقی/ کبریٰ/ ج ۵،ص ۱۶۵،رقم ۹۵۵۳
۴۴۔ القرآن،سورۂ النحل،آیت ۱۲۵

45. Newman, E.S
Civil Liberty and Civil Rights, 5th ed. Ocean Pub. Inc. Dobbs Ferry. N.Y. 1970